۲۹

جلسہ سالانہ پر خود آؤ اور دوستوں کو ساتھ لاؤ

(فرمودہ ۶۔ دسمبر ۱۹۲۹ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے پچھلے سے پچھلے جمعہ میں اپنی جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ جلسہ سالانہ اب قریب آ گیا ہے اور اس کے لئے ہماری جماعت کے دوستوں کو مالی قربانی کرنی چاہئے اور میں نے خصوصیت کے ساتھ قادیان کے دوستوں کو ان کے اوپر خدا تعالیٰ کی طرف سے جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کی طرف متوجہ کیا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ قادیان کے دوستوں نے جو رقم ان کے ذمہ لگائی گئی تھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ پوری کر دی ہے بلکہ اس سے کچھ زیادہ جمع کر دی ہے۔ ان دنوں یہاں کے ملازم اور کارکن اور ان کی وجہ سے یہاں کے تاجر جن دقتوں سے بسر اوقات کر رہے ہیں ان کا اندازہ صرف یہاں کے رہنے والے ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ان میں سے اکثر کو تین تین ماہ کی تنخواہیں نہیں ملیں اسی طرح یہاں کے تاجروں کو کئی کئی مہینوں کے بل نہیں ملے۔ اس میں شبہ نہیں کہ ان کی جو رقم سلسلہ کے ذمہ ہے وہ ضائع نہیں ہوگی لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ انسان جس وقت تکلیف میں ہوتا ہے اس کا حوصلہ گرا ہوا ہوتا ہے اور خصوصاً اس حالت میں کہ اس کی جیب میں کچھ نہ ہو اور اسے کوئی رقم نقد ادا کرنی پڑے۔ یہ اس کے لئے نہایت تکلیف دہ اور آزمائش کا موقع ہوتا ہے لیکن باوجود اس کے مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں کے دوستوں نے پندرہ سَو نقد اور چھ سَو سے کچھ اوپر بصورت وعدہ جو وہ بہت جلد ادا کر دیں گے جمع کر دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ بیرونی جماعتوں کے لئے ایک نمونہ ہے۔ گو

اس سے بیرونی اصحاب اتنا فائدہ نہیں حاصل کر سکتے جتنا حاصل کرنا چاہئے کیونکہ وہ یہاں کی مالی تنگی کا اندازہ کرنے سے قاصر ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ بیرونی جماعتوں نے قربانیاں نہیں کیں۔ انہوں نے بھی شاندار نمونے پیش کئے ہیں اور سوائے چند ایک کے جنہوں نے سستی کی ہے باقی سب نے اپنے اپنے حصہ کا بوجھ اٹھایا ہے اور بعض نے تو اس رقم سے جو اُن کے ذمہ لگائی گئی تھی دوگنی اور تگنی رقم ادا کی ہے۔ درحقیقت اب جلسہ سالانہ ایک مستقل صیغہ ہو گیا ہے اور اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں جس سُرعت سے ہر سال ترقی ہوتی ہے اس نے اسے ایک مستقل بوجھ بنا دیا ہے جو جماعت کو اُٹھانا پڑتا ہے' یہ اُٹھانا پڑے گا اور اُٹھانا چاہئے۔ اگر دنیا میں کوئی ایسا ابتلاء ہے جس کے لئے انسان دعا مانگ سکتا ہے کہ اے خدا! اس میں ترقی دے تو میرے خیال میں وہ اللہ تعالیٰ کے دین کیلئے مالی قربانی کرنے کا ابتلاء ہی ہے۔ ابتلاء سے انسان کے مدارج بڑھتے ہیں مگر شریعت نے اجازت نہیں دی کہ انسان خود اس کے لئے خواہش کرے۔ بیماریاں بھی انسان کے مدارج بڑھاتی ہیں' دوسری تکالیف اور مصائب سے گذرنا بھی ایمان کو ترقی دیتا ہے مگر ان کے آنے کے لئے دعا مانگنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح لڑائیاں اور جھگڑے بھی انسان کو ایمان میں بڑھا جاتے ہیں اور وہ اس آگ میں پڑ کر کُندن کی طرح صاف ہو جاتا ہے مگر یہ جائز نہیں کہ انسان دعا کرے خدایا! دنیا میں فتنہ و فساد ترقی کرے۔ دوسروں کی غداریاں اور بے وفائیاں بھی ازدیادِ ایمان کا موجب ہو جاتی ہیں لیکن ان کے لئے بھی دعا کرنی منع ہے۔ غرضیکہ ابتلاؤں کے لئے دعا جائز نہیں مگر بعض ابتلاء ایسے ہوتے ہیں جن کے لئے انسان دعا کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ اور ایسے ہی ابتلاؤں میں سے الٰہی سلسلوں کی خدمت کے لئے قربانیاں کرنا ہے۔ پس یہ ایسے ابتلاؤں میں سے ہے جو نہ صرف اخلاص کو بڑھاتے ہیں بلکہ ہم ان کے متعلق دعا کر سکتے ہیں کہ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ یہ ابتلاء اور بھی بڑھے کیونکہ یہ ایک صورت میں تو ابتلاء ہوتا ہے اور ایک میں طاقت وقوت کا موجب۔ اس میں اور دوسرے ابتلاؤں میں فرق ہے وہ انسان سے کچھ لے جاتے ہیں مگر دیتے نہیں لیکن یہ ایسا ہے کہ لیتا ہے تو دیتا بھی ہے کیونکہ اس سے ہر سال سینکڑوں لوگ سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں اور اس سے وہ چیز ملتی ہے جس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے علی! اگر ایک انسان بھی تجھ سے ہدایت پا جائے تو تیرے لئے ان دو پہاڑوں کے درمیان اگر سرخ اونٹ بھر دیئے جائیں تو اس

سے بھی بہتر ہے[1] تو ایک انسان کی ہدایت کے مقابلہ میں اموال کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے کجا یہ کہ سینکڑوں ہدایت یاب ہوں۔ وہ کیا ہی لطیف نظارہ ہوتا ہے جب سینکڑوں لوگ آگے بڑھ بڑھ کر سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں اور نئی جماعتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کیا ۱۹۰۷ء کے جلسہ کی یاد خدا تعالیٰ کی شان کے ظاہر کرنے کا ذریعہ نہیں۔ یہ جلسہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آخری جلسہ تھا اس میں صرف سات سَو آدمی شامل ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کیلئے باہر نکلے تو کئی سَو کا مجمع تھا آپ واپس آ گئے اور فرمایا اب تو ان دنوں کثرتِ ہجوم سے ہم سیر کو نہیں جاسکتے۔ تو ایک وہ وقت تھا جب سات سَو لوگ آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سیر ترک کرنی پڑی کہ لوگ زیادہ ہیں حالانکہ سارے کے سارے تو سیر کے وقت ساتھ نہیں ہو گئے تھے مگر پھر بھی آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا کہ جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اور اب کچھ سالوں سے جلسہ پر قریباً سات سَو لوگ نئے بیعت کر کے جاتے ہیں اور یہ تعداد آہستہ آہستہ بڑھ رہی ہے۔ پہلے سالوں میں دو اڑھائی سَو بیعت کرتے تھے پھر تین چار سَو پھر پانچ چھ سَو اور ایک دو سالوں سے سات سَو کے قریب کرتے ہیں۔ اس سات کے ہندسہ کو بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترقی سے خاص وابستگی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ مسلمانوں کی مردم شُماری کرائی تو کُل زن و مرد اور بچے سات سو تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مردم شُماری کیوں کرائی ہے کیا آپ کا خیال ہے کہ ہم تباہ ہو جائیں گے اب تو ہم سات سَو ہو گئے ہیں اب ہمیں کون تباہ کرسکتا ہے[2] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری جلسہ میں بھی سات سَو لوگ تھے۔ تو اِس سات کے ہندسہ کو دینیات سے خاص تعلق معلوم ہوتا ہے اور یہ کثرت پر دلالت کرتا ہے۔

غرض جلسہ سالانہ بہت سی برکتیں اپنے ساتھ لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے اس لحاظ سے ہمیشہ ترقی کر رہا ہے اور میں خوش ہوں کہ ہمارے دوستوں نے مالی پہلو کے لحاظ سے اسے کامیاب بنانے کی پوری پوری کوشش کی ہے اور جو سُستی دکھانے والے ہیں وہ بھی امیدّ ہے اسے ترک کر کے پیچھے رہنے والوں کیلئے نمونہ بنیں گے اگر پہلوں کے لئے نہیں بن سکے۔

اس موقع پر میں خوشی سے یہ اعلان بھی کرتا ہوں کہ مدرسہ احمدیہ نے اس ضمن میں خصوصیت

سے اخلاص کا نمونہ دکھایا ہے۔ اس مدرسہ کے طلباء کے حالات' ان کی غربت' زمانہ تعلیم اور ان کے اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں انہوں نے ایسا نمونہ پیش کیا ہے جس سے دوسرے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ پچاس روپے انہوں نے پہلے دیئے تھے اور ستر روپے اب دیئے ہیں گویا ان کا چندہ ایک سَو بیس ہوگیا۔

جلسہ کے لئے مالی پہلو کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی قربانیاں ہیں۔ وقت کی قربانی' جگہ کی قربانی' آرام کی قربانی کی بھی ان دنوں میں ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے مالی پہلو کے بعد میں دوسری قربانیوں کی طرف دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی چیز جس کی جلسہ کے لئے ضرورت ہوتی ہے وہ کارکن ہیں۔ سلسلہ کے مقررہ کارکن ان تمام کاموں کو قطعاً نہیں کر سکتے جو جلسہ کے دنوں میں جماعت کو کرنے پڑتے ہیں اور جب تک مزید کارکن میسر نہ آئیں جلسہ کا انتظام صحیح طور پر نہیں ہوسکتا۔

جلسہ کے انتظام میں بہت سے نقائص اِس وجہ سے رہ جاتے ہیں کہ پورے کارکن میسر نہیں آ سکتے۔ اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ ان دنوں میں قادیان کے دوست جس خلوص سے قربانی کرتے ہیں وہ موجبِ صد شکر و امتنان ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کو دل چاہتا ہے کہ سلسلہ میں ایسی اعلیٰ اخلاص کی روح نظر آتی ہے۔ خدا کرے یہ روح اور ترقی کرے کیونکہ اسی پر دنیا کی کامیابی کا انحصار ہے اسی کا نام تقویٰ ہے اور اسی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوا:

ہر ایک نیکی کی جڑھ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے

وہ اخلاص جو انسان کے اندر قربانی کیلئے گُدگُدی پیدا کرتا ہے اور قربانی کے بعد اس کے اندر افسردگی نہیں بلکہ بشاشت پیدا کرتا ہے اسی کا نام اتقاء ہے۔ لوگ پوچھتے ہیں تقویٰ کیا ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ جب انسان کے اندر خدا تعالیٰ کے دین کے لئے قربانی کی خواہش پیدا ہو اور قربانی کرنے کے بعد اس کے اندر بجائے کسی قسم کی افسردگی یا ملال کے بشاشت اور خوشی ہو اور وہ اسے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا ایک احسان سمجھے کہ خدمت دین کا موقع مل گیا تو وہ یقین کر لے کہ اسے اتقاء کا مقام مل گیا۔ اور اس خواہش میں وہ جتنی ترقی کرے اتنا ہی تقویٰ میں بڑھتا ہے

اور اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہماری جماعت میں تقویٰ کی یہ روح پائی جاتی ہے اور اس کے فضل سے امید ہے کہ وہ اسے اور بھی ترقی دے گا اور جن میں نہیں ان میں بھی پیدا کر دے گا۔

تو یہاں کے دوست نہایت خلوص سے باہر کے مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں مگر پھر بھی ہزاروں کی مہمان نوازی آسان کام نہیں گو آدمیوں کی کمی سے جو نقص پیدا ہوتا ہے اسے اخلاص دور کر دیتا ہے۔ انسان جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے ارادہ میں برکت ڈالتا ہے اور وہ ایسے کام کر جاتا ہے جو دوسروں کو ناممکن نظر آتے ہیں۔ دوستوں کو چاہئے کہ وہ پہلے سے زیادہ اخلاص اور زیادہ تعداد میں اس کام کے لئے خود کو منتظمین جلسہ کے سپرد کریں۔ ہر جماعت میں کچھ کمزور لوگ بھی ہوتے ہیں اس لئے ان سے مَیں کہتا ہوں کہ اگر انہوں نے سُستی یا کمزوری سے پچھلے سال اس کام میں حصہ نہیں لیا تو کیا اب وقت نہیں آ گیا کہ وہ پہلے سے بڑھ کر اب اس میں حصہ لیں۔ ان کی عمروں میں سے ایک سال اور کم ہو گیا ہے اور ان کا وہ وقت اور بھی قریب آ گیا ہے جب انہوں نے خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے اس لئے وہ کیوں نہ پچھلی کوتاہی کا ازالہ کر دیں۔ کیوں نہ اپنے رب سے نیا عہد کریں اور اس سے صلح کر لیں۔ ان کے لئے روحانی ترقی کے دروازے بند نہیں۔ روحانی ترقی کے خدا تعالیٰ نے دو رستے رکھے ہیں ایک دُور سے آتا ہے اور ایک قریب سے۔ قریب کا رستہ خدا تعالیٰ نے اس لئے رکھا ہے کہ تا کوئی شخص کسی وقت بھی مایوس نہ ہو۔ اگر صرف دور کا ہی راستہ ہوتا تو قریب المرگ یا بوڑھے اشخاص اسے طے نہ کر سکتے اس لئے اس نے ایک رستہ قریب کا بھی رکھا ہے اور وہ سوز و گداز کا رستہ ہے اس میں انسان منٹوں میں وہ مسافت طے کر جاتا ہے جو دوسرے سالوں میں کرتے ہیں۔ ایک ساعت میں ایک انسان آتا ہے اور کئی ایک سے آگے نکل جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید کے متعلق فرمایا آپ پیچھے آئے لیکن اس اخلاص سے آئے کہ بُہتوں سے آگے نکل گئے۔ پس سوز و گداز کا رستہ جلدی طے ہو جاتا ہے اس لئے جنہوں نے پچھلے سال کوتاہی کی اگر اب بھی آگے آ جائیں تو دوسروں کے برابر ہو سکتے ہیں بلکہ اگر چاہیں تو آگے بھی بڑھ سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ترقی کا دروازہ ان کے لئے بند نہیں کیا اور اگر وہ خود بند کریں گے تو اس کی ذمہ داری انہی پر ہوگی۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے قادیان کے رہنے والوں کی تعداد انتظام کیلئے کافی نہیں ہو سکتی اس لئے باہر

کے دوستوں کی مدد کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ چند ایک ایسے لوگ ہیں جو اگرچہ رہتے تو باہر ہیں مگر ان کے دل یہاں ہی ہوتے ہیں جنہوں نے ہجرت تو نہیں کی لیکن روحانیت کے لحاظ سے وہ یہیں ہیں۔ وہ اگرچہ شوق سے کام کرتے ہیں لیکن ان کی تعداد بھی بہت کم ہے اور ان سے بہت زیادہ کی ضرورت ہے۔ اگر اسے اپنا کام سمجھا جائے تو بہت سے لوگ بآسانی مل سکتے ہیں اس لئے میں خصوصیت سے ان لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں جو جماعت میں معزز سمجھے جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں ایک شور پڑا ہوا ہے کہ بڑے لوگ اپنے آپ کو علیحدہ ہی جنس سمجھتے ہیں اور اس میں شبہ بھی نہیں کہ وہ سمجھتے ہیں۔ عام طور پر رواج ہو گیا ہے کہ چھوٹوں اور بڑوں کی دولسٹیں بنی ہوتی ہیں اگرچہ ضرورت کے موقع پر چھوٹے اپنے آپ کو بڑے اور بڑے اپنے آپ کو چھوٹے کہنے لگ جاتے ہیں۔ دو آدمیوں میں جھگڑا ہو اور انکی اخلاقی حالت اچھی نہ ہو تو دونوں یہی کہتے ہیں جی بڑوں کا لحاظ کیا جاتا ہے چھوٹوں کو کون پوچھتا ہے اور اپنے آپ کو چھوٹا اور مدِ مقابل کو بڑا ظاہر کرتے ہیں گو حالت یہ ہو کہ کہنے والے کے ہاں اگر ایک دن کا فاقہ ہو تو دوسرے کے ہاں دو دن کا ہو۔ اور پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بڑوں کو چھوٹا بھی بنالیا جاتا ہے مثلاً کسی جگہ اگر ایسا انتظام ہو کہ بڑے لوگوں کو علیحدہ جگہ دی جائے تو کہا جاتا ہے فلاں ہم سے کس حیثیت میں بڑا ہے ہمیں کیوں یہ موقع نہیں دیا گیا تو اس قسم کے اختلافات موجود ہیں لیکن یہ بجائے سست کرنے کے اختلاف ظاہر کر کے ترقی کا موجب ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے خدا تعالیٰ نے دنیا میں مختلف طبائع پیدا کی ہیں تا اختلاف ظاہر کر کے اپنی صنعت کی خوبصورتی ظاہر کرے۔ پس معززین آگے آئیں تا ظاہر ہو کہ وہ سلسلہ کے کام میں اپنے اعزاز کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اس طرح خدمت کرنے سے بڑوں کے دل میں رحم اور چھوٹوں کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ پس جلسہ کے لئے کارکنوں کی جو ضرورت ہے اس کے لئے میں احبابِ قادیان کو خصوصاً اور باہر کے دوستوں کو عموماً توجہ دلاتا ہوں۔

دوسری قربانی جگہ کی قربانی ہے۔ ہمارا جلسہ خدا کے فضل سے اس قدر عظیم الشان ہو گیا ہے کہ یہاں کی عمارتیں اب ناکافی ہیں۔ سلسلہ کی عمارات تو کسی طرح بھی کافی نہیں بلکہ دوسرے مکانات بھی تنگ ہیں۔ میں نہیں سمجھتا جلسہ کے دنوں میں احمدیوں کا کوئی ایسا مکان ہو سکتا ہے جس میں کوئی مہمان نہ ہو لیکن بعض قربانیاں ایسی ہوتی ہیں جن سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا۔ یہاں ایک

رواج سا ہو گیا ہے جسے میں بُرا تو نہیں کہتا لیکن اس کی حد بندی ضرری ہو جانی چاہئے۔ لوگ اپنے گھروں میں اپنے عزیزوں کو ٹھہرا لیتے ہیں اور مہمان بھی اس لئے ٹھہراتے ہیں کہ تھوڑے سے آدمی کُھلی جگہ میں آرام سے رہ سکیں۔ اس صورت میں گھر والا قربانی تو ضرور کرتا ہے لیکن سلسلہ کے بوجھ میں اس سے اتنی کمی نہیں ہو سکتی جتنی اس صورت میں ہو سکتی اگر وہی نظام سلسلہ کے ماتحت کی جاتی۔ آخری صورت میں اس سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا اور اسی مکان میں زیادہ آدمی ٹھہرائے جا سکتے تھے۔ میں اس سے قطعاً تو نہیں روکتا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ جہاں تک ممکن ہو اس سے بچنا چاہئے اگر ضروری اور لَا بُــدِّیْ ہو تو پھر اس طرح کر لو وگرنہ مکان منتظمین کے حوالے کر دو۔ یا پھر اس طرح سہی کہ کچھ کمرے اپنے مہمانوں کیلئے رکھ کر باقی منتظمین کے سپرد کر دو کہ جتنے مہمان چاہو ٹھہرا لو۔ یا خود اپنے مہمانوں کو اگر وہ بے تکلف دوست یا قریبی ہیں تو کہہ دو یہ جلسہ کے دن ہیں تکلیف ضرور ہو گی اس لئے ذرا تنگی برداشت کر کے کچھ اور مہمانوں کو بھی یہاں ٹھہرنے دو اور جو یہ کر سکے کہ مکان ہی منتظمین کے سپرد کر دے اور یہ کہہ دے کہ اتنے ہمارے بھی مہمان ہونگے باقی جتنے چاہو اپنے رکھ لو تو یہ سب سے ہی اچھا ہے۔

پھر ایک قربانی آرام کی قربانی ہے اس کا زیادہ تعلق خدمت کرنے والوں سے ہے لیکن جو شخص خدمت کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ وہ اپنا آرام قربان کرنے کیلئے تیار ہے اس لئے میرے مخاطب وہ نہیں بلکہ باہر سے آنے والے مہمان ہیں۔ انہیں یہ امر مدنظر رکھنا چاہئے کہ گو قادیان کے رہنے والے اپنا سارا زور بھی لگائیں تو بھی انہیں وہ آرام نہیں مل سکتا جو وہ اپنے گھروں میں پاتے ہیں یا جو فارغ مکان میں یا اُس مکان میں مل سکتا ہے جس میں صرف چار پانچ آدمی ٹھہرے ہوں۔ اکثر لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم فلاں کے مکان پر ٹھہرے مگر اس نے شکل تک نہ دکھائی حالانکہ یہ شکایت کا موقع نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ سلسلہ کے کام میں اس قدر مشغول رہا کہ مہمانوں کے پاس نہ جا سکا۔ یہ شکایت کی جگہ نہیں بلکہ فخر کی بات ہے۔ وہ کہہ سکتے ہیں ہمارے فلاں عزیز میں اس قدر للّٰہیت اور والہانہ رنگ ہے کہ ہمارے ٹھہرنے کے باوجود وہ سلسلہ کے کاموں میں دن رات مشغول رہا۔ پس چاہئے کہ وہ اس امر پر خوش ہوں لیکن بعض شکایت کرتے ہیں۔ اسی طرح جو لوگ عام نظام کے ماتحت ٹھہرتے ہیں وہ بھی شکایت کرتے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ شکایت بالکل ہونی نہ چاہئے کیونکہ شکایت کے

بغیر ترقی نہیں ہو سکتی۔ شکایت پر صرف وہی تکلیف دہ ہوتی ہے جو رنج کے طور پر ہو۔ ایسی شکایت بعض اوقات ایمان کو ضائع کر دیتی ہے۔ لیکن جو قوم شکایت بالکل کرنا ہی نہیں جانتی وہ کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ ہمارا عیب جس طرح ہمسائے کو نظر آ سکتا ہے ہمیں خود نہیں آ سکتا اس لئے جو نقائص انتظام میں ہوں وہ ظاہر کئے جائیں تا آئندہ اس کے متعلق اصلاح ہو سکے۔ میں اس قسم کی نکتہ چینی کو بُرا نہیں سمجھتا بلکہ اسے ضروری سمجھتا ہوں اور جو شخص ایسی شکایت نہیں کرتا وہ میرے نزدیک قومی خدمت سے آنکھیں بند کرتا ہے اور زیر الزام ہے۔ لیکن ایک شکایت اپنی وجہ سے ہوتی ہے کہ مجھے یہ تکلیف ہوئی۔ ایسی شکایت کرنے والا یہ نہیں دیکھتا کہ اس ایک کی تکلیف سے سَو یا ہزار کو آرام بھی پہنچا۔ پس ایسی تکلیف بجائے امن کے فتنہ اور بجائے اتحاد کے تفرقہ پیدا کرنے والی ہوتی ہے۔ ایسی شکایت سے بچنا چاہئے اور یہ خیال کرنا چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے آئے ہیں یہ امتحان کا موقع ہے۔ لوگ دنیا بھر کا سفر کر جاتے ہیں لیکن چونکہ وہ دین کے لئے نہیں ہوتا نیز اس وجہ سے کہ وہ اپنے آرام کے سب سامان کر لیتے ہیں اس لئے انہیں کوئی ثواب نہیں ہوتا۔ لیکن یہ سفر دین کے لئے ہوتا ہے اور اس کا بڑا درجہ ہے اس لئے اگر کوئی معمولی تکلیف بھی پہنچے تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔

چوتھی قربانی اوقات کی قربانی ہے۔ جو لوگ قادیان کے یا باہر کے کام کرتے ہیں وہ تو اپنے اوقات کی قربانی کر ہی دیتے ہیں اس لئے اس میں بھی وہ میرے مخاطب نہیں بلکہ باہر کے دوست ہیں انہیں جہاں تک ہو سکے اپنے اوقات بچا کر یہاں آنا چاہئے۔ یہ جلسہ سلسلہ کی عظمت کا نشان ہے یہ موقع آیت اور معجزہ کا ہوتا ہے اس لئے آیت میں شامل اور معجزہ کا جزو بننا بڑی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ دوست نہ صرف خود آئیں بلکہ اپنے دوستوں کو بھی ساتھ لائیں۔ میں نے بیسیوں لوگوں کو کہتے سنا ہے ہمارا فلاں عزیز یا دوست بات تک نہ سنتا تھا لیکن جلسہ پر آیا تو یا بیعت کر گیا یا بالکل قریب ہو گیا۔ یہ ایسی برکات کا زمانہ ہوتا ہے کہ سخت دل سے سخت دل بھی متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ یہاں ایک عجیب رنگ دیکھتا ہے اس قدر خرچ ہو رہا ہے' تکلیف بہت ہے آرام بالکل نہیں لیکن ایسا حشر کا نظارہ وہ دیکھتا ہے کہ سب لوگ ٹکٹکی لگائے کسی تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بیٹھے ہیں کہ دین کی کوئی بات کان میں پڑ جائے۔ ہمارے جلسہ میں عشق کی نمائش ہوتی ہے جو دوسرے پر اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ ہمارے ملک کے شاعر لیلیٰ مجنوں یا ہیر رانجھا وغیرہ

کے قصے پڑھ کر عاشقانہ رنگ ظاہر کرتے ہیں لیکن یہاں عملاً عاشقانہ رنگ ٹپکتا ہے جو ضروری ہے کہ اثر کر کے رہے۔ یہاں عجیب نظارہ ہوتا ہے لوگ راتوں کو جاگتے ہیں پھر بھی تہجد کے وقت پہلی صفوں میں جگہ لینے اور ذکر الٰہی کرنے کیلئے سب سے پہلے مسجد میں آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ سردی کی پرواہ ہے نہ بیماری کی، نہ معلوم وہ آرام کس وقت کرتے ہیں اور کس وقت سوتے اور کس وقت جاگتے ہیں۔ غرضیکہ ایسا پُر لطف نظارہ ہوتا ہے جو دنیا کے پردہ پر اور کہیں نظر نہیں آتا۔ ایک جگہ یہ نظر آنا چاہئے تھا مگر افسوس وہاں بھی نہیں۔ میں نے خود حج کے موقع پر دیکھا کہ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پکارنے کی بجائے لوگ گندے شعر پڑھ رہے تھے۔ اگر لاکھوں میں ایک آدمی ایسا ہوتا تو میں اسے قابل تعریف سمجھتا کیونکہ معمولی نقص حُسن کو دوبالا کرتا ہے لیکن نہیں عرفات میں مَیں نے دیکھا ٹولیوں کی ٹولیاں خاص ذکرِ الٰہی کے وقت باتوں میں مصروف تھیں۔ پس جس مقام کو اللہ تعالیٰ نے سب مقاموں سے فضیلت دی جس کا نام بیت اللہ رکھا اور جو اس لحاظ سے سب سے زیادہ خشیتِ الٰہی کا مقام ہونا چاہئے تھا وہاں بھی وہ نمونہ نظر نہیں آتا اور اگر دنیا کے پردہ پر وہ فریفتگی اور وہ عاشقانہ رنگ نظر آتا ہے جو سرد سے سرد دلوں کو بھی آتشِ عشق سے گرما دے تو وہ جلسہ کے ایام میں قادیان میں نظر آتا ہے۔

پس دوستوں کو چاہئے کہ وقت نکال کر خود آئیں اور تحریک کر کے اپنے دوستوں کو بھی ساتھ لائیں شاید ان کی ہدایت کا دن خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو چکا ہو اور شاید وہ دشمن کی صف سے نکل کر خدا تعالیٰ کے دوستوں کی صف میں شامل ہو جائیں۔

نئے سال کا تحفہ اس سے بہتر اور کیا ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نُور اور اس کے کلام کا تحفہ ہو اور خدا تعالیٰ کی فوج میں داخل ہونے کا موقع میسر آ جائے۔ پس مبارک ہیں وہ جو اپنے دوستوں کو یہ تحفہ دینے کی نیت سے اپنے ساتھ لاتے ہیں جس سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی تحفہ نہیں ہوسکتا۔

(الفضل ۱۳۔ دسمبر ۱۹۲۹ء)

۱؎ مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی ابن ابی طالب

۲؎ مسلم کتاب الایمان باب جواز الاستسرار بالایمان للخائف